نظرات

اس مرتبہ عرب اسرائیل چوتھی جنگ متعدد وجوہ سے نہایت اہم اور نتیجہ خیز ثابت ہوئی اور اس کو مغربی ایشیا میں ایک پائدار اور مستقل امن کی نوید کہا جا سکتا ہے۔ اس سے پہلے کی تین لڑائیوں میں خواہ عرب کی شکست کے اسباب کچھ بھی ہوں۔ بہرحال ایک عام خیال یہ پیدا ہو گیا تھا کہ اسرائیل کی طاقت وقوت ایک قضائے مبرم ہے۔ اور عرب اس کو کبھی چیلنج نہیں کر سکیں گے لیکن اس مرتبہ عربوں نے دنیا پر علی رؤس الاشہاد یہ ثابت کر دیا کہ وہ مردہ نہیں زندہ قوم ہیں بزدل نہیں، بہادر ہیں۔ عروج وزوالِ اقوام کے اسرار و رموز سے باخبر ہیں۔ اور عہدِ جدید کی جنگ سامانیوں سے پوری طرح آشنا اور متحرک وفعّال۔ بیدار مغز اور روشن خیال ہیں۔ ان کی بیدار مغزی کی پہلی علامت یہ تھی کہ انہوں نے حملہ میں پہل کی اور یہ اعلان کر کے کہ ان کا مقصد صرف اپنے ان علاقوں کی بازیافت ہے جو ۱۹۶۷ء کی جنگ میں ان سے ہتیا لئے گئے تھے۔ اور جن کو مجلسِ اقوام متحدہ کی تجویز اور بین الاقوامی رائے عامہ کے دباؤ کے باوجود اسرائیل نے ان کی واپسی پر کوئی آمادگی ظاہر نہیں کی۔ عربوں نے کہا کہ مسلسل چھ برس تک بڑی بے چینی سے انتظار کیا کہ کسی طرح ہمارے مغصوبہ علاقے ہم کو واپس مل جائیں۔ لیکن جب کوئی پُرامن کوشش کامیاب نہ ہوئی اور مجلسِ اقوام متحدہ بھی اپنی تجویز پر عمل کرانے میں ناکام رہی اور بڑی بڑی طاقتیں بھی ایک حقدار کو اس کا واجبی حق نہ دلا سکیں تو اب "تنگ آمد بجنگ آمد" کے مطابق اس کے سوا چارہ کار ہی کیا باقی رہ گیا تھا کہ وہ خود براہِ راست اقدام کریں۔

عربوں کے اس اعلان نے طبعی طور پر دنیا کے ایک بہت بڑے حصہ کو ان کے ساتھ ہمدردی کرنے پر مجبور کر دیا۔ پھر اس اعلان کے بعد عرب لڑے تو اس بہادری اور شجاعت و دلیری سے

لڑے کہ دشمن کے چھکے چھڑا دیئے۔ دنیا کے بڑے بڑے فوجی مبصرین یہاں تک کہ اسرائیل کے کمانڈر انچیف اور پریذیڈنٹ نکسن تک نے عربوں کی بہادری اور جنگ آزمائی کی تعریف کی۔ اور اس کی داد دی ہے۔ دنیا نے اس مرتبہ صاف دیکھ لیا کہ اگر جنگ صرف عرب اور اسرائیل کے درمیان محدود رہے اور امریکہ جیسی عظیم طاقت بے تحاشا اسرائیل کی مدد نہ کرے تو جنگ کا فیصلہ یقیناً عربوں کے حق میں ہوگا۔ دنیا کے اربابِ سیاست کے دل و دماغ پر یہ اثرات بے شبہ عربوں کی شاندار کامیابی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ اور روس دونوں جو عرب و اسرائیل کی جنگ میں باہم ایک دوسرے کے حریف اور مقابل سمجھے جاتے تھے۔ اور اس مرتبہ بھی جنگ کے آغاز میں صورتِ حال یہی تھی، ایک ہو گئے۔ اور ان کے آپس کے سمجھوتے سے جنگ بندی کے لیے جو قرار داد تیار ہوا وہ انسدادِ جنگ کی بنیاد بنا۔

جنگ بندی کا رزولیوشن مجلسِ اقوامِ متحدہ نے ۱۹۶۷ء کی جنگ کے موقع پر بھی منظور کیا تھا۔ اور اسی کی بنیاد پر جنگ ختم ہوئی تھی۔ لیکن اس رزولیوشن میں اور اب جو رزولیوشن منظور ہوا ہے۔ اس میں بہت بڑا فرق ہے۔ حالیہ رزولیوشن میں یہ صاف کہا گیا ہے کہ جنگ رک جانے کے بعد فریقین میں جلد از جلد باہم گفت و شنید کا بندوبست کیا جائے گا۔ اور ۱۹۶۷ء کی جنگ میں اسرائیل نے جن عرب علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا معمولی رد و بدل کے بعد اسرائیل کو ان سے دست بردار ہونا ہوگا۔ امریکہ اور روس کے باہمی اتفاق سے مجلسِ اقوامِ متحدہ کا یہ رزولیوشن اس امر کی کھلی دلیل ہے کہ ان دو بڑی طاقتوں نے اب یہ محسوس کر لیا ہے عرب اور اسرائیل دونوں فوجی اور جنگی صلاحیت و استعداد کے اعتبار سے برابر کی طاقتیں ہیں۔ اس لئے ان دونوں میں اگر باہمی بغض و عداوت اور جنگ کی صورت یہی برقرار رہی تو تیل اور نہر سوئز کے باعث اس کا اثر یہی نہ ہوگا کہ امریکہ اور یورپ کے اقتصادی حالات متاثر ہوں گے بلکہ اس کا نتیجہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امریکہ اور روس دونوں ایک دوسرے کے فریقِ مخالف کی حیثیت سے میدانِ جنگ میں کود پڑیں اور نہایت سخت قسم کی بھیانک عالمگیر

جنگ چھڑ جائے۔ اور اس جنگ کے لئے نہ امریکہ تیار ہو سکتا ہے نہ روس ۔ اس بنا پر کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم اس معاملہ میں امریکہ اور روس کی نیت اور ارادہ کے بارہ میں بدگمانی سے کام لیں ۔

اس رزولیوشن کی سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ یہ دونوں بڑی طاقتیں عرب اور اسرائیل میں براہِ راست بات چیت کا بندوبست کریں گی اور جلد از جلد عربوں اور اسرائیل نے اس کو تسلیم کرلیا ہے اور خوشی کی بات ہے کہ اس کا ایک گونہ آغاز ہو بھی چکا ہے ۔ چنانچہ جنگ بندی سے ان مسطور کی تحریر کے وقت تک عرب اور اسرائیل کے فوجی افسر دو مرتبہ بات چیت کر چکے ہیں ۔ اور اس پر اسرائیل کی وزیرِ اعظم نے مسرت کا اظہار کیا اور آئندہ پائیدار امن کے لئے اِسے فالِ نیک قرار دیا ہے ۔ اور حقیقت بھی یہ ہے کہ اب جب کہ عربوں نے اپنی طاقت کا لوہا منوالیا ہے ان کو اسرائیل کے ساتھ براہِ راست بات چیت کرنے میں کوئی جھجک یا رکاوٹ نہ ہونی چاہئے ۔ اسرائیل ایک چھوٹی سی مملکت ہے اور وہ چاروں طرف سے عرب ملکوں میں گھرا ہوا ہے ۔ اِس بنا پر عربوں سے مستقل طور پر برسرِ پیکار رہنا اس کے لئے ممکن نہیں ہے اس کو نہ وہاں کی گورنمنٹ برداشت کرسکتی ہے اور نہ وہاں کے عوام اسے گوارہ کر سکتے ہیں ۔ اور نہ وہ یہودی جو لاکھوں کی تعداد میں دوسرے ممالک میں آباد ہیں اسے انگیز کر سکتے ہیں ۔ اِس بنا پر ہمیں توقع رکھنی چاہئے کہ جب عربوں اور اسرائیل میں براہِ راست گفتگو ہوگی تو وہ بے نتیجہ نہ رہے گی ۔ اور اس سے بہت سے مسائل کا حل نکل آنے کے بعد مغربی ایشیا میں پائیدار امن کی ایک راہ نکل آئے گی ۔

ہم اپنے عرب بھائیوں کو ان کی اس شاندار کامیابی پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے عزم و ہمت سے بین الاقوامی سیاست کا رخ موڑ دیا ہے اور بڑی بڑی طاقتوں کے لئے حقائق پر معروضی نقطۂ نظر سے سوچنے کی راہ ہموار کردی ہے ۔ عربوں کی اس کامیابی میں بڑا دخل تین چیزوں کا ہے ۔ ایک ان کا باہم اتحاد و اتفاق ، دوسرا ان کی خود اعتمادی

اور تیسرا عہدِ جدید کے تقاضوں اور اس کے مطالبات کا صحیح ادراک شعور اور واقعہ بھی ہے کہ یہی تین چیزیں ہیں جو اس زمانے میں کسی قوم کی ترقی اور اسی کی بقا کے لئے ضروری ہیں اور سب سے آخر میں مگر سب سے زیادہ اہم اور ضروری بات یہ ہے کہ عرب من حیث القوم مسلمان ہیں اور اسلام کے اولین علمبردار وہی رہے ہیں اس لئے ہم ان کو کیا بتائیں کہ اسلام ہی وہ حقیقی سرچشمہ ہے جو ان کو اتحاد بھی بخشتا ہے اور علم و عمل کے اعتبار سے اُن کو ناقابلِ شکست توانائی اور طاقت بھی عطا فرماتا ہے۔ جو لوگ اس کے ہو گئے، ان کو وہ یہ مژدۂ جاں فزا سناتا ہے۔ لا تھنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون

اہلِ علم کے لئے پانچ نادر تحفے

۱۔ تفسیر روح المعانی: جو ہندوستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ قسط وار شائع ہو رہی ہے۔ قیمت مصر وغیرہ کے مقابلے میں بہت کم یعنی صرف تین سو روپے۔ آج ہی پہلے دس روپے پیشگی روانہ فرما کر خریدار بن جائیے اب تک بیس جلد طبع ہو چکی ہیں۔ باقی دس جلد عنقریب طبع ہو جائیں گی۔

۲۔ تفسیر جلالین شریف مصری: مکمل مصری طرز پر طبع شدہ حاشیہ پر دو مستقل کتابیں (۱) لباب النقول فی اسباب النزول للسیوطیؒ (۲) معرفت الناسخ والمنسوخ لابن حجر قیمت مجلد -/۲۰

۳۔ شرح ابن عقیل: الفیہ ابن مالک کی مشہور شرح جو درس نظامی میں داخل ہے۔ قیمت مجلد -/۲۰

۴۔ شیخ زادہ: حاشیہ بیضاوی سورۂ بقرہ مکمل قیمت -/۸۰

۵۔ فتح الباری: جو قسط وار شائع ہو رہی ہے۔ خدا کے فضل سے دو جلدیں طبع ہو چکی ہیں۔

ملنے کا پتہ: اِدارہ مصطفائیہ دیوبند (یو۔پی)